حسینؑ تمدنِ اسلام کا اساس ہیں

حکیم الامت علامہ ہندی آیۃ اللہ سید احمد نقوی طاب ثراہ

ماہرین علم النفس جانتے ہیں کہ ہر تمدن کی بنیاد تین اصولوں پر قائم ہے، مذہب، فنون لطیفہ، سیاست۔ جس میں مذہب کی طاقت، باقی دو اصولوں سے مسلم طور پر بہت زائد ہوتی ہے۔

اسلام تمدن کے بانی نے تثلیث مٹا کر یہ چاہا کہ فنون لطیفہ اور سیاست کی جگہ بھی مذہب ہی کو حاصل ہو اور دیگر مذاہب و سیاسیات وفنون لطیفہ کے محاذوں کے مقابل میں صرف مذہب ہی کا ایک محاذ اسلام کے نام سے قائم ہوجائے، تا کہ قوت میں انتشار نہ ہو اور دین و دنیا ایک ہوکر باہم تصادم کی خلش مٹ جائے۔

شک میں خواہش ہر تمدن کے بانی کی ہوتی ہے کہ وہ محکم اصولوں کی تلاش وجستجو کرے۔ بانیٔ اسلام نے بھی اگر ایسا ہی کیا تو کوئی نئی بات نہیں کی۔ لیکن قابل ستائش وخراج تحسین وہی موسس وقائد حاصل کرتا ہے جو:

(۱) اپنے اصولوں کو ہموار سطح پر قائم کرنے میں کامیاب ہوجائے۔

(۲) جو بیشتر سہولتیں عملی راستوں میں پیدا کردے۔

(۳) جو تمام انقلابات کے مقابلے کے واسطے غیر متزلزل اصول بنادے۔

(۴) جو تمام طبائع اور فطرت کے اقتضا کے مناسب اصول وضع کردے۔

(۵) جو دوسروں کی مخالفتوں اور مزاحمتوں کو کم سے کم گنجائش دے۔

(۶) جو دوسروں سے بھی خود بھی تصادم و مزاحمت کم کرے۔

(۷) جو کسی فرد یا افراد سے مخصوص نہ ہو عام مخلوق کی احتیاجوں کو ہر زمانے میں پورا کردے۔

(۸) جس میں دنیا ودین میں ایک دوسرے سے مزاحمت نہ ہو۔

اسلام کو انہیں خصوصیات کے ساتھ نظر کرو۔ جس مذہب کا نام اسلام رکھا گیا ہے، اس میں فنون لطیفہ یا دوسرے الفاظ میں دین ودنیا علیحدہ نہیں ہیں بلکہ ایک شئے ہیں۔

مذہب اسلام نے سیاست اور فنون لطیفہ کے صرف ان شعبوں کو روکا ہے جو امور ہشت گانہ کے خلاف ہیں، نہ کہ عام امور مثالاً ہم چند چیزیں پیش کرتے ہیں تا کہ ہمارا دعویٰ سہولت سے ثابت ہو۔

فنون لطیفہ:

(۱) گانا بجانا، آلات لہو کا استعمال، اور ان کا بنانا بیچنا اسلام نے حرام قرار دیا ہے، محض اس لئے کہ دنیا سعی وکوشش، جدوجہد، عمل ومحنت، مشقت، جفاکشی کے لئے بنائی گئی ہے۔ مذہب اسلام کا پہلا سبق: **"لیس الانسان الا ما سعی"** سستی، کاہلی، لہو ولعب، بیکاری قوای بہیمہ کی (امیج) اسلام میں بدترین شئے ہے۔ کیا تاریخ عالم بتاتی ہے کہ دنیا کا کوئی بڑا سیاسی مدبر تمدن کا حافظ یا انقلاب رحم کا بانی کوئی ایسا شخص گذرا ہے جو رنگ رلیاں مناتا ہو۔

(۲) بت تراشی کو اسلام نے حرام کردیا صرف اس لئے کہ

عام رجحانات تمدن اسلام سے پیشتر یہ تھے کہ بزرگوں کے بت بنا کر پوجا کی جائے اور آئندہ بھی رجحانات مٹنے والے نہ تھے جو انسانی شرافت وخودداری اور وقار کے فطرتاً مخالف ہے لہٰذا بت پرستی کی روک تھام کے واسطے صورت سازی کو روک دیا تاکہ انسان اپنی تعظیم اور اپنی بزرگ داشت سیکھے ''پدرم سلطان بود'' کے بے جا فخر کو ترک کرے۔ بزرگوں نے جو کچھ اچھا کیا ہے اس یاد کو تازہ رکھنے کے واسطے اور اخلاف کی اچھی سیرتوں پر چلنے کے لئے، قصص، حکایات، تاریخ وسیرت بہترین ذریعہ ہے۔ جس کو سب سے پہلے قرآن مجید نے اختیار کیا۔ رسولؐ اور ان کے جانشینوں نے اپنے بیانات کے مجموعے چھوڑے۔ کسی کا بت تراشنا مشرکوں کی اندھی تقلید ہے، اور اس کی کمزوریوں کو پوشیدہ کر کے تصویر کا صرف اچھا رخ لاتا ہے۔

اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف انھیں دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان سے بہتر اور مفید شعبوں کا اسلام نے خیر مقدم ہی نہیں کیا بلکہ بہت سے اسرار غیر منکشفہ اور عیب کی باتوں کو بتا کر بنی نوع انسان کو اس طرف متوجہ کیا گیا ہے، تاکہ ان کو اختیار کر کے انسان ضروریات کے دسترس کو محدود فضا سے باہر لایا جاوے۔ ''**وسخر لکم الشمس والقمر**'' سورج اور چاند کو تمہارے واسطے مسخر کیا ہے۔ اس کے آثار طبیعیہ و کیمیاویہ سے فائدہ اٹھا کر طرح طرح کے میکانیکی، برقی، کیمیاوی چیزیں ایجاد کرو اور مصرف میں لاؤ۔ ''**سخر لکم الھواء والفضاء**'' کرۂ ہوا اور اس پر کے کمیاوی وطبعی اجزاء وقوع سے فائدہ حاصل کرو۔ ''**سخر لکم الارض**'' زمین کے معدنیات اس کے طبعی اور کیمیاوی قوے اور اجزا سے طرح طرح کی خدمتیں لو، اور فائدہ حاصل کرو ''**سخر لکم البحر**'' دریا اور ان کے خزائن و دفائن اور اجزاء کیمیاوی وقوائے طبعی سے فائدہ اٹھانا سیکھو تاکہ افضل المخلوقات ہونے کی وجہ سے اپنے حقیقی منصب پر قائم ہوسکو اور ''**فضلنا کم علی کثیر ممن خلقناہ**'' کے مصداق قرار پاؤ۔

سیاسیات

مذہبی عبادات سے لے کر معاملات تک ہر شئے کی بنیاد سیاسیات پر ہے، اسلام کا کوئی اصول بھی سیاست سے خالی نہیں مثلاً چند نظیریں پیش ہیں:

(۱) جو چیزیں حرام کی گئیں ہیں، مثلاً فنون لطیفہ وہ وہی ہیں جو اصول ہشت گانہ میں سے کسی ایک کے مخالف ہیں۔ سودخواری، حرام اشیاء کی تجارت، ظلم ناانصافی سے محکوم بنانا اور سرمایہ جمع کرنا، کسی کا مال ودولت اور کسی کے سرمایہ کو قبضۂ غاصبانہ میں لانا، مکر وحیلہ سے کار برآری کرنا۔ مذکورہ باتیں اسلام میں سخت ترین مذمت کی گئی ہیں۔

دیکھو موجودہ علمدار تہذیب وتمدن کی بنیادیں کس طرح ہل رہی ہیں، اس لئے کہ ان کی سرمایہ داری کی طمع نے مخلوق کی جان، مال، عزت سب کچھ برباد کردیا ہے، اور اپنی چالاکیوں اور مکاریوں سے ایسے قانون حکومتی بنائے ہیں جس سے امن عامہ کی زنجیریں تھرا رہی ہیں۔

لیکن ہونا کیا ہے ہر ایسے موقع پر جس طرح سے رعایا ظالم افسروں کو رشوت دے کر راضی کرتے ہیں، اسی طرح سے اور بالکل اسی طرح سے جب رعایا حکام کو مطالبات سے مجبور کردیتی ہے، تو حکام بھی رشوت دینے پر تیار ہوجاتے ہیں، اور بڑھتی ہوئی بغاوت کو دبانے کے لئے باغیوں کو اپنا شریک حیات بنا کر، یا یوں کہو کہ اپنے جرموں میں ان کو شامل کر کے مجرمین کا اضافہ کردیتے ہیں۔ جیسا کہ آج کل ہندوستان کے سوراج میں لندن گول میز کانفرنس کی کارروائی کھلی ہوئی مثال ہے، ''فیڈریشن'' کا سوانگ اسی لئے بنایا گیا ہے اور جس طرح اب تک ہمارے ملک میں تجارت حکومت ایک ہاتھ میں تھی۔ یہ ہونے والا ہے کہ ہندوستانی تاجر وساہوکار، زمیندار، والیان ریاست باہم مل کر غریبوں اور کسانوں کی قسمت کا فیصلہ کریں گے، دیکھ لینا اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا جب اس دستور حکومت سے بھی فریاد وفغاں برپا ہوگا۔

اسلام میں ہرگز ہرگز اس سیاست کو کوئی جگہ نہیں مل سکتی جہاں خودغرضی ہو، چالاکی ہو، حیلہ سازی ہو، سرمایہ داری ہو، مزاحمت فی العقاد ہو۔

معاملات میں یہ ایک بڑی نظیر ہم نے پیش کی، اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اب عبادات کو دیکھو۔

(۲) نماز ہر جگہ حال صحت میں، بیماری میں، لیٹ کر، بیٹھ کر چلتے ہوئے، سفر میں، مکان پر، تنہا، جمعیت کے ساتھ پڑھنا ہر بالغ و عاقل پر واجب ہے، اور بے پڑھے مرجائے تو اجرت دے کر پڑھوانا فرض ہے، یا اولاد اکبر ہو تو اس پر ادائی قرض ہوتی ہے۔

اس میں کس قدر سیاست اور مذہبیت ہے۔ مذہبی شغف، روح مذہبی کی بیداری، ماسوائے اللہ کو چھوڑ کر صرف ایک سب سے بڑی ہستی کے آگے اور ایک بھولنے والی ہستی کو اپنے افعال و اعمال کا ناظر و محاسب بنالینا، دوسروں سے میل جول و ملاقات تبادلۂ خیالات، مصالح عامہ میں مشورت، اپنی قوت و جمعیت کا اندازہ اورا پنے افراد میں تنظیم اور اپنے قلعوں اور مورچوں (مساجد) کی حفاظت ونگہداشت کالجوں، مکتبوں، یونیورسٹیوں (مساجد) میں تعلیم وتربیت کا انتظام قائم رکھنا ہے، اور اسلامی ''لیگ آف نیشن'' ہے۔

(۳) روزہ مسلمانوں کی ہر فرد کو جفاکشی، اقتصاد، نفس کشی، بھوک، پیاس کا عادی بنانا اور بھوکوں سے عملی ہمدردی و مساوات ہے۔

(۴) حج، دور دراز ممالک کا سفر کرنا، فوائد سیر و سیاحت، معلومات، تجارت سے فائدہ حاصل کرنا۔ اور تمام نقاط سے آنے والے حاجیوں کی ''ہول ورلڈ کانفرنس'' سال بسال قائم کرتے رہنا اور ان تمام نمائندوں کا اپنے وطن میں واپسی پر طے شدہ مسائل کی تبلیغ واشاعت کرنا۔

(۵) خمس وزکوٰۃ قومی وملکی فنڈ قائم کرنا اور ہر مالدار کو یہ ذہن نشین کرانا کہ ان کا سرمایہ ملک وطن وقوم کے لئے ہے، نہ ان کی عیش پرستیوں کے لئے۔ سرمایہ داری کی لعنت کا بہترین علاج ہے۔

(۶) جہاد اسلام کا ہر بالغ وعاقل آزاد ملکی اور قومی سپاہی ہے اور مرکز اسلام و بیضہ اسلام کی حفاظت کے وقت بوڑھے، بچے، زن، مرد، لنگڑے، لولے، سب پر بقدر امکان قربانی فرض ہے۔

یہ چند مثالیں تھیں جن پر سرسری نظر کرنے سے معلوم ہوگا کہ مذہب اسلام عین سیاست اور عین فنون لطیفہ ہے اور دین و دنیا اسلام کا ایک ہی ہے، کوئی جدا شئے نہیں ہے۔ یہی محاسن تھے جن سے اسلام میں چار چاند لگ گئے تھے، اور شرق و غرب جنوب وشمال کے مالک مسلمان ہی تھے۔

پس جس تمدن کی بنیاد اس کا مذہب ہو وہ تمدن اسی وقت تک باقی رہ سکتا ہے اور اتنا ہی ترقی کرسکتا ہے جتنا مذہب میں انہماک ہو، اس کی صحیح تصویر کو بگاڑا نہ جائے۔

اسلامی تنزل کی تاریخ اسی روز سے شروع ہوتی ہے جس دن دین و دنیا علیحدہ کردیئے گئے۔ اس کی حقیقی تصویر مٹا کر ظاہری جامہ پہنا دیا گیا۔ للّٰہیت مٹ گئی نشریت پر مرنے لگے۔ صورت ظاہری بھی اسلام پر پابندی سے جان چراتے ہیں۔ اسلام کی تباہی کا باعث خود اسلام کے راہبر مصلح ولیڈر رہیں۔

اسی لئے اسلام کو ایک ایسے قائد کی ضرورت ہے جو اسلام کو اصلی معنوں میں سمجھے اور دوسروں کو سمجھا سکے استخراج احکام میں قرآن وحدیث وعقل سے سب سے زائد استاد ہو اور یہی اصول مذہب شیعہ میں تقلید اعلم کے واجب ہونے کا ہے اور غیر اعلم کی تقلید اسی لئے حرام ہے۔ تمام بلاد شیعہ اس تقلید غیر اعلم کی لعنت سے جتنا محفوظ ہیں۔ اسی قدر ترقی کررہے ہیں بجز ہندوستان کے، جہاں ہر شخص کا قبلہ وکعبہ جدا ہے۔ اگر مجتہد اعلم اور مبسوط الید معین کردیا جائے تو آج ملک پر نعمت وبرکت سے مالامال ہوجائے بشرطیکہ وہ اعلم ضروریات زمانہ سے بھی بے خبر نہ ہو۔

بہرحال اسلامی تمدن کا سنگ بنیاد مذہب ہے۔ اس کی مضبوطی وحفاظت سے ترقی کا دروازہ کھل سکتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام تمدن اسلام کا اساس ہیں

حضرت سرور کائناتؐ نے جن اصولوں کی تعلیم دی تھی ان کی آنکھ بند ہوتے ہی ان کے منشاء کو بگاڑ دیا گیا۔خود مسلمانوں میں خودغرضی، حب جاہ، بغض وعداوت، سرمایہ پرستی، عیش و راحت، سستی و کاہلی آ گئی، اسلامی تاریخیں اور سیاہ کاریوں کا خزانہ پیش کررہی ہیں،کون ان کو جھٹلا سکتا ہے۔

اسلامی فتوحات ہوئے تو ان میں عام ملکی اور فوجی مظاہروں اور استعمال قوت سے کون سا فرق ہے جس سے کوئی فاتح کریڈٹ کا مستحق نہیں ہے۔نپولین، ہلاکو، بخت نصر، قیصر ولیم وغیرہ وغیرہ سبھی جنگجو تھے۔اسلامی دور کے شمشیر زنوں فاتحوں میں کون سی امتیازی شان تھی۔ فارس، بابل، شام، مصر، یمن، قسطنطنیہ، اندلس، سب ہی اسی طرح فتح ہوئے،جس طرح کہ عالم کے تیغ زنوں نے فتوحات کئے۔مزاحمت فی البقا اور سرمایہ داری کی ذہن کو سچی اسلامی تعلیم سے دور کا بھی رشتہ نہیں ہے۔ سیاسی جنگوں کو مذہب سے کیا لگاؤ۔

جب کہ اسلام مالامال ہو چکا تھا۔ ہمارا ہیرو حسینؑ شہید (بابی انت و امی یابن رسول اللہؐ) ایسے نازک وقت میں اٹھا اور اسلام کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو ڈوبنے سے بچالیا ؎

فدا ہوں آپ پر سے اے حسینؑ آپ نے صرف اپنی شہادت سے پیشوایان مذہب کو اپنے آگے جھکا دیا۔اور جہاں کے متمدنین کو حیرت میں ڈال دیا۔دنیا کے بڑے بڑے سیاسی انگشت بدنداں ہیں، اور عالم بھر کے عقلا وحکماء آپ کی حکمت کے آگے سرنگوں ہیں۔

معنوں کی طوالت ہم کو اجازت نہیں دیتی کہ مفصل تبصرہ آپ کی شہادت پر کریں لیکن مختصر یہ ہے کہ آپ کی شہادت میں قیامت تک کے لئے ہر تمدن وسیاست کی کامیابی کا راز ہے۔ اسلامی اصول سے بے بہرہ اور اصول اسلامی کی مخالفت کرنے والے آج بھی جب تک حسینیت نہ اختیار کریں کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔حسینی فتح میں مزاحمت فی البقاء کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ یہ فتح ردعمل کا نتیجہ ہے۔جتنی چالیں حسینیت کے مقابلے میں چلو، جتنی قوت وتشدد کا مظاہرہ کرو،تم خود اس کا خمیازہ بھگتو گے، ردعمل تم کو جلا کر سیاہ کردے گا۔

مظلومیت وعدم تشدد وجبر وصبر واستقلال وہمت کا اعلان امام حسینؑ نے ہول (ورلڈ) کانفرنس میں خانہ کعبہ کی کردیا تھا۔ تمام حاجیوں کو اپنے اصول سے خبردار کرکے حج کو عمرے سے بدل ڈالا اور عالم کو بتادیا کہ حج چند ارکان بجالانے ہی کا نام نہیں بلکہ نشر وتبلیغ ومصالح عامہ کا بہترین موقعہ ہے۔

روزہ: کربلا کے میدان میں رکھا گیا،اور روزہ داروں کو ہمیشہ کے لئے تعلیم دی کہ تین روز کی بھوک پیاس میں کتنا ہی کھانے کا سوال خودداری وحیات وغیرت وحمیت کے خلاف ہے۔کھانا نہ مانگنا،سوال سے پرہیز کرنا جیسا کہ حسینؑ کے بچوں تک نے بھوک کی شکایت زبان پر نہ آنے دی اور پیاس کا احتجاجاً اظہار کرتے رہے،جن کے لئے مفت کا پانی نہر فرات کا دشمنوں نے روک رکھا تھا۔

جہاد: انتہائی کوشش کی کہ لڑائی نہ ہو لیکن یزیدیت کے غرور نے مجبور کیا حسینؑ کو بہادرانہ موت پر، بہتر تنوں سے ہزاروں کا مقابلہ،عورتوں اور بچوں کی حفاظت،جس حسن وخوبی سے یہ جہاد ہوا اس کی نظیر عالم میں نہیں ہے۔

نماز: ظہر کی نماز جماعت تیروں کی بوچھار میں اور عصر کی نماز زیر خنجر شمر۔کیا اس عبادت کی نظیر عالم میں ہے؟ سولی پر چڑھنے والے ضید سے اس کے ساتھ چھوڑ دینے کی شکایت کریں اور حسینؑ خنجر کو ذریعہ تقرب جناب مادی قرار دیں ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجاست

یہ ہے زندہ مثال تمدن اسلام وصحیح تربیت وتعلیم رسولؐ کی،اور یہ ہیں اعمال اساس اسلام کے اور یہ ہے حسینیت،جس کے قدموں سے سیاست لگی ہوئی ہے۔

اب دیکھو اس جہاد سے حسینؑ نے عام انسانیت کو کیا سبق دیا۔

(۱) کوئی جنگ مزاحمت للبقاء کے اصول پر نہ ہو جس میں انتقامی اسپرٹ دوسروں کی ہمیشہ ہمیشہ کارفرما رہ سکتی ہے اور آئندہ نسلیں موقع کی جویا رہتی ہیں۔ دیکھو حسینی جنگ کا انتقام لینے والا عالم میں نہ نکلا۔ لیکن یزیدی جنگ کے لئے ابدالآباد تک قومیں تیار رہیں گی۔

(۲) اقلیت کو آئندہ اکثریت میں منتقل کر دینا۔ یا اس اقلیت کو ایسا منظم اور قوی بنانا جو اکثریت کے برابر ہو جائے۔ یہ حسینی قربانی کا اثر تھا۔

(۳) اقلیت کا حقیقی تحفظ اکثریت کے رحم و کرم سے نہیں ہوتا ہے کسی سمجھوتے سے۔ ایسے ایسے سمجھوتے قوت کے مقابلے میں بے حقیقت ہوتے ہیں، بلکہ حقیقی تحفظ خود اپنی قوت، ہمت، استقلال و قربانی پر موقوف ہے۔

(۴) کمزوروں اور ضعیفوں کا کسی قوت سے ٹکرانا بغاوت و تشدد پر اترنا، مجرموں میں داخل ہو کر استیصال کلی کا باعث ہوتا ہے اور کسی ہمدردی کا مستحق نہیں ہوتا۔ ایسے موقع پر جس قوت سے جبر و تشدد و ظلم ہو، اس سے زاید قوت سے طرف مقابل میں مظلومیت ضبط و تحمل اور عدم تشدد ہونا چاہئے تا کہ عام ہمدردی پیدا ہو کر ایک ظالم و تشدد کو مغلوبیت و شکست ہو۔

(۵) ظلم و تشدد سے ترک تعاون، ترک موالات اس استقلال سے ہو کہ کوئی ظلم و تشدد اس رجحان کو نہ دبا سکے۔

(۶) ضعیف و کمزور اکثریت اور قوت سے مساوات کا برتاؤ اسی وقت کرا سکتے ہیں کہ جب کمزور توانا ہو جائیں، پسماندہ جماعتیں اپنا معیار بلند کر لیں جن سے اعلیٰ جماعتوں کو جھکنا پڑے، جیسا کہ حسینی انتخاب نے چند انصار کو چن کر بتا دیا۔

(۷) غلامی و ننگ و عار کی زندگی پر ہمیشہ موت کو ترجیح ہو۔

(۸) سرمایہ داری قوم کو نامرد بنا دیتی ہے جیسا کہ مشہور آفاق غیرت و حمیت و شجاعت عرب کی یزیدیت نے خاک میں ملا دی تھی۔ اور کسی کو جرأت یزیدیت شکنی کی باقی نہ رہی تھی۔ امام حسینؑ کی شہادت نے قیدیوں تک میں حمیت و غیرت و جوش اور بہادری پیدا کر دی جنھوں نے بنی امیہ کے مضبوط تخت و تاج کو برباد کر دیا۔

(۹) امام حسینؑ نے خود غرضی کی لعنت سے چھڑانے کے لئے اخلاص کا سبق دیا۔ اور خدا کی مرضی پر جان و عزت تصدق کر دینے کی عملی تعلیم دی۔

(۱۰) امام حسین علیہ السلام کی شہادت بیشک یزید کے ہاتھوں ہوئی لیکن دراصل مقابلہ یزیدیت و امویت کا تھا مادہ پرستی کا مقابلہ تھا، سرمایہ داری کا مقابلہ تھا۔ امام حسین علیہ السلام شہید تو ہو گئے لیکن سب سے پہلے انہوں نے یہ بتا دیا کہ مادہ پرستی اور سرمایہ داری ختم کر دینے والی لعنتیں ہیں، خواہ کتنی ہی قربانی کی ضرورت ہو۔۔۔ امام حسین علیہ السلام نے ان لعنتوں سے چھٹکارا اور نجات حاصل کرنے کا عملی پروگرام ہمیشہ کے واسطے پیش فرمایا ہے۔ اور آنے والی نسلوں کو بتا دیا ہے کہ ہر ایسی جدوجہد (میں) ان کا طریقہ کار کیا ہونا چاہئے۔

حسینی مشن میں سادات کا حصہ

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جو اختلافات ہوئے وہ طبعی نتیجہ اس قربانی کا تھے، ان جلد جلد ہونے والے انقلابات کو نہایت بے رحمی اور قوت و تشدد کے ساتھ دبائے جانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن بنی ہاشم اور سادات نے حسینی مشن کو آگے بڑھایا اور ظلم و تشدد کے مقابلہ میں وہ فداکاریاں کیں جو تاریخ عالم کے صفحات پر مثل آفتاب روشن رہیں گی، قید ہوئے، ذبح کئے گئے، جلاوطن ہوئے، زندہ دیواروں میں چنے گئے، زہروں سے ہلاک کئے گئے، لیکن حسینی روح ان میں روز بروز قوت پکڑتی رہی۔ چند ہی روز بعد وہ ایران و بغداد جو مذبح سادات تھا زیارت گاہ خاص و عام بن گیا۔

حسینی شہادت کے برکات ایران میں

ایران جو کہ مصر، سوریا، بابل ایشیائے کوچک اور یونان، سے صنائع سیکھ کر چاردانگ عالم میں تمدن کا ڈنکا بجا رہا تھا، وہ

(بقیہ صفحہ ۲۲/ پر)

عباسؑ کے علاوہ تمام بھائیوں نے پکارا یا اَخاہ ادر کنی ''بھائی مدد کیجئے۔'' ہر ایک نے اسی طرح پکارا اور مولا مدد کو گئے۔ مگر علی اکبرؑ جب زمین پر آئے تو علی اکبرؑ نے لفظیں بدل دیں۔ یہ نہیں کہتے کہ یا ابتاہ ادر کنی ''بابا! مدد کو آیئے''۔ ایک تو ننگ شجاعت محسوس کیا ہوگا شہزادہ نے کہ جوان بیٹا بوڑھے باپ کو مدد کے لئے بلائے۔ دوسرے یہ خیال کیا ہوگا کہ جب دوسرے شہداء بابا کو بلاتے تھے تو میں ساتھ جاتا تھا۔ اب میں پکاروں تو حسینؑ کے ساتھ آنے والا کون رہ گیا ہے؟ لہٰذا پکار کر کہتے ہیں! یا ابتاہ علیک منّی السّلام مطلب یہ ہے کہ اے بابا! آنے کی زحمت نہ کیجئے۔ بس میرا اسلام آخر قبول فرمالیجئے۔

یہ شمس آباد ضلع فرخ آباد میں ۷ محرم ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء کی صوت بند (ریکارڈ کی ہوئی) مجلس جناب ظہور حسین رضوی نے تحریری شکل دی اور 'امامیہ مشن' لکھنؤ نے اپنے سلسلۂ اشاعت نمبر ۵۶۷ کے طور پر محرم ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء میں شائع کیا تھا۔

بقیہ ۔۔۔۔ حسین تمدنِ اسلام کا اساس ہیں

ایران جو چار سو سال دور حکومت کو ساسانیوں کی پیش کر کے دوسرے ممالک کو تہذیب وتمدن کی دعوت دے رہا تھا، عربوں کے ناگہانی حملہ سے تباہ و برباد ہوگیا۔ اس کی صنعت وحرفت کا یک لخت خاتمہ ہوگیا تھا، اس کی قومیت، تجارت، تمدن کی کل شاخیں پامال ہو چکی تھیں، دسویں صدی تک گویا آدھا ایران عرب بن چکا تھا۔ لیکن حسینیت نے ان میں پورا کام کیا اور حسینی مشن (یعنی امام زادے اور سادات) نے اپنے خون سے زمین خشک ایران کی آب پاشی کی، جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایران میں دسویں صدی میں متحدہ قومیت کی تمام خصوصیت پیدا ہوگئیں۔ انہوں نے عربی چولا اپنی گردنوں سے اتار پھینکا بلکہ ممالک عرب پر بھی اپنا وقار قائم کر دیا اور زمین بابل جس پر حسینی خون بہا تھا، اور سادات بے دریغ تہہ تیغ ہوئے تھے، اسی بابل کو آج تک کے لئے اپنا اخلاقی، تمدنی، علمی، یا گلزار (باجگزار) بنالیا۔ آج عراق کے جنگلوں میں وحشی عربوں میں ایرانی تمدن نمایاں طور پر ظاہر ہے۔

حسینیت نے ایران کو فتح کر کے بابل کا فاتح بنا دیا۔ اور اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ ہندوستانی دروازے کھول دیئے۔ اور باوجود سخت ترین مخالفتوں اور مزاحمتوں کے آج تمام ہندوستان حسینیت کو ایرانی لباس میں لئے حفاظت کر رہا ہے، اس لئے کہ ایران ہی حسینیت کا علمبردار بن کر ہندوستان میں داخل ہوا۔ اور حسینی تصدق میں اپنا تمدن، زبان، اخلاق، ہندوستان کی غیر اقوام کو سپرد کر کے مضبوط رشتۂ اتحاد قائم کر لیا۔ اور آج بھی حسینی جھنڈے کے نیچے مختلف اقوام کو جمع کرنے کی بہت کچھ قابلیت ایران میں موجود ہے بشرطیکہ وہ ہوش میں آئیں اور پچھلی تاریخ کو دہراتے ہوئے فکر وتدبر سے کام لیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

(ماخوذ از ''حسینی پیغام'' بمبئی، ۲۲ مئی